⊙ رئیس نعمان احمد
اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی گیلانی لاء کالج، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان
⊙⊙ ڈاکٹر راؤ عمران حبیب
اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی گیلانی لاء کالج، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان
⊙⊙⊙ ڈاکٹر نورین اختر
اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی گیلانی لاء کالج، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

# اُردو بحیثیت سرکاری/دفتری زبان: ایک قانونی بحث

**Abstract**:

English has triumphed over all attempts to make Urdu a national language of Pakistan. During 2015, a three-member bench of Supreme Court led by Chief Justice Jawad S Khawaja combined three petitions alleging violation of article 251 of Constitution of Islamic Republic of Pakistan. After court proceedings, the judgment directed both federal and provincial government to make Urdu as the official language within the period of three months. Although there are various social, political, and demographic aspects of debate related to adoption of Urdu as national language, this paper will focus on legal aspects of the decision pronounced by the Supreme Court of Pakistan. The research will critically analyse interpretation of the apex court with the perspective of its enforcement at Federal and Provincial levels. The paper will present a systematic analysis of legal arguments presented in for and against adopting Urdu as national language of Pakistan. Moreover, it will highlight legal implications of enforcing the decision of honourable Supreme Court of Pakistan.

**Keywords**:

National Language Constitution 1973 Supreme-Court Legal

## تعارف:

زبان اظہار، بیان اور کلام کا ذریعہ ہے۔ زبان ہی قوم کو تہذیبی و ثقافتی شناخت عطا کرتی ہے۔ زبان تعلم کا ایک ذریعہ ہے۔ زبان ہی کے ذریعے ہم اپنے خیالات اور احساسات دوسروں تک منتقل کرتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ سے لیکر اب تک زبان ہمارے ہاں ایک تنازع بنی رہی (۱)۔ پہلے ہندی - اردو تنازع نے سر اُٹھایا پھر پاکستان کے قیام کے بعد بنگالی - اردو تنازع نے ملک دولخت کر دیا۔ پاکستان ایک مضبوط وفاق کیساتھ چار صوبوں پر مشتمل ملک ہے جہاں ہر صوبہ اپنی زبان کیساتھ اپنی مخصوص تہذیب و ثقافت رکھتا ہے، علاقائی زبانیں اپنے مخصوص علاقوں میں بولی سمجھی جاتیں ہیں اور ان علاقائی زبانوں کا علم و فن قومی زبان میں ترجمہ کر کے عقل و دانش کے گوہرِ نایاب سے پورے ملک کو مستفید کیا جاتا ہے۔ ۱۹۷۳ء میں جب پاکستان کا تیسرا با قاعدہ آئین نافذ کیا گیا تو اس میں زبان کے تنازع کو قائدِ اعظم کے فرمودات کی روشنی میں حل کرنے کی سنجیدہ کاوش دکھائی دی۔ آئین میں درج ہے کہ نفاذ کے پندرہ سال کے اندر اردو کو سرکاری/ دفتری زبان بنانے کیلئے انتظامات کیے جائیں (۲)۔ ۸ ستمبر ۲۰۱۵ء کو پاکستان کی عدالتِ عظمٰی نے ایک تاریخ ساز فیصلہ دیتے ہوئے اس بات کا حکم جاری کیا کہ حکومتِ پاکستان اور صوبائی حکومتیں تین ماہ کے اندر اردو کو سرکاری زبان کے طور پر رائج کریں۔

## تاریخی پس منظر:

اردو کی تاریخ اور ارتقاء کے متعلق کافی آراء پائی جاتی ہیں اور ماہرینِ لسانیات کے اس بابت عقائد و نظریات کافی منقسم ہیں۔ ۱۸۶۷ء میں جب ہندوؤں نے شمال مغربی صوبے (یو۔ پی) میں اردو کی بجائے ہندی کو دوسری سرکاری زبان رائج کرانے کیلئے کوششیں تیز کیں تو سر سید احمد خان نے اپنے خدشات سے علاقہ کی برطانوی کمشنر شکسپیئر کو مطلع کیا اور کہا کہ شاید اب ہندوؤں اور مسلمانوں کا یکجا رہنا محال ہو گیا ہے (۳)۔ ۱۹۰۰ء میں جب یو۔ پی کے گورنر سر انٹونی میکڈانلڈ نے ہندی کو سرکاری زبان اور دیوناگری رسم الخط کو رائج کرنے کی اجازت دے دی تو سر سید احمد خان اور نواب محسن الملک نے اردو ڈیفنس کونسل کی بنیاد رکھی جو بعد ازاں ۱۹۰۱ء میں مسلمانوں کی پہلی سیاسی جماعت محمڈن پولیٹیکل آرگنائزیشن کی تشکیل کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور یہی سیاسی جماعت ۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ کے قیام تک قائم رہی (۴)۔ ۱۹/اپریل ۱۹۳۵ءمیں قائداعظم نے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے اردو سے متعلق اپنے خدشہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہم اردو کیلئے سینہ سپر نہ ہوئے تو غالب گمان ہے کہ ہندی کو ہم پر مسلط کر دیا جائے گا۔ قائداعظم کی زندگی اور سیاسی جدوجہد کا مطالعہ کرنے والا ہر فرد اس بات سے بخوبی آگاہ ہو جاتا ہے کہ آپ نے اردو کی بقا اور تحفظ کیلئے بھرپور کوشش کی اور مسلمانوں کو متحد رہنے کیلئے اور اسلام سے جڑے رہنے کیلئے اردو کی اہمیت کو اجاگر کیا یہاں تک کہ قیامِ پاکستان کے بعد ۲۱/مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈھاکہ میں فوجی پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا:

> ''لیکن میں واضح الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہوگی۔ جو شخص آپ کو اس سلسلے میں غلط راستے پر ڈالنے کی کوشش کرے وہ پاکستان کا پکا دشمن ہے۔ ایک مشترک

قومی زبان کے بغیر کوئی قوم نہ تو پوری طرح متحد رہ سکتی ہے اور نہ کوئی کام کرسکتی ہے۔"(۵)

اسی طرح ۲۴ر مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈھاکہ یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد کی تقریر میں آپ نے فرمایا کہ:

"پاکستان کی مشترکہ قومی زبان جو مملکت کے مختلف صوبوں کے درمیان تبادلہ خیال کا ذریعہ ہو صرف ایک ہی ہوسکتی ہے اور وہ اردو ہے۔ اردو کے سوا کوئی اور زبان نہیں ہوسکتی۔ ملک کی سرکاری زبان بھی ظاہر ہے کہ اردو ہی کو ہونا چاہئے۔ یہ وہ زبان ہے جسے برصغیر کے لاکھوں مسلمانوں نے پروان چڑھایا ہے اور جسے پاکستان کے اس سرے سے لیکر اس سرے تک سمجھا جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اردو میں دوسری صوبائی زبانوں سے کہیں زیادہ اسلامی تہذیب وثقافت کا بہترین سرمایہ پایا جاتا ہے اور اردو ہی دوسرے اسلامی ملکوں میں بولی جانے والی زبانوں سے قریب تر ہے۔"(۶)

پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے ۲۵ر فروری ۱۹۴۸ء کو قائداعظم کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اپنے اجلاس میں اردو کو قومی زبان ہونے کا اعزاز بخشا۔ بعدازاں پاکستان کے تینوں دساتیر میں اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا گیا ۱۹۵۶ء کے آئین کے آرٹیکل ۲۱۴، ۱۹۶۲ء کے آئین کے آرٹیکل ۲۱۵ اور ۱۹۷۳ء کے آئین کے آرٹیکل ۲۵۱ میں اردو کو قومی زبان کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ ۱۹۷۳ء کے دستور میں جہاں اردو کو قومی زبان قرار دیا گیا ہے وہاں حکومتِ پاکستان کو اس بات کا پابند بھی کیا گیا ہے کہ وہ اس دستور کے نفاذ کے پندرہ سال کے اندر ملک کی سرکاری زبان بنانے کے اقدامات مکمل کرے اور اس کے ساتھ ہی صوبائی حکومتوں کو بھی یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اردو کے علاوہ اپنی صوبائی زبانوں کی ترقی وترویج کیلئے قانون سازی کرسکتی ہیں۔ اسی آرٹیکل کو مدِنظر رکھتے ہوئے صوبہ سندھ کی حکومت نے سندھی زبان کو اختیار کیا ہے جبکہ پنجاب، خیبر پختونخواہ اور بلوچستان کی قانون ساز اسمبلیوں نے قرارداد پاس کر کے اردو زبان اختیار کی ہے(۷)۔

اس تاریخی پس منظر سے ہم اس بات کا اندازہ با آسانی لگا سکتے ہیں کہ قیامِ پاکستان سے قبل برصغیر پاک وہند میں مختلف علاقائی زبانوں کے بولے جانے کے باوجود اردو کو قومی زبان کی حیثیت حاصل رہی اور دوقومی نظریہ میں زبان کی اہمیت اور افادیت کو کھل کر بیان کیا گیا اور خوب سیاسی فائدہ اٹھایا گیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد لسانی تعصب اور سیاست کو ہوا دی گئی اور بنگلہ-اردو تنازع کھڑا کیا گیا جس سے ملک کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا۔ دساتیر میں اردو کو قومی زبان کا درجہ تو دیا جاتا رہا مگر عملی طور پر اس کے نفاذ کیلئے اشرافیہ نے کوئی قابلِ قدر اقدامات تا حال نہیں کیے۔

## نفاذِ اردو کے لئے عدالتی چارہ جوئی:

قائدِاعظم کے فرمودات اور عوامی امنگوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے قیامِ پاکستان کے دس سال بعد جب پہلا دستور بنایا گیا تو اس میں اردو اور بنگالی کو پاکستان کی قومی زبان کا درجہ دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی بیس سال کا وقت دیا گیا کہ اس عرصے میں حکومتیں انگریزی کی بجائے اردو کو سرکاری زبان بنانے کے اقدامات کریں(۸)۔ اس کے ساتھ ہی صوبوں کو بھی حق دیا گیا کہ کہ وہ اپنی مرضی سے کوئی بھی قومی زبان اختیار کرسکتے ہیں۔ پاکستان کا پہلا آئین زیادہ دیر نہ چل سکا اور ۷ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کو ملک میں مارشل لاء نافذ کردیا گیا۔ ۱۹۶۲ء میں ایک بار پھر نئے آئین کا نفاذ کیا گیا اور اس میں بھی اردو اور

بنگالی کو قومی زبان کے طور پر قبول گیا۔ اس آئین میں کسی بھی دوسری زبان کے استعمال کو نہیں روکا گیا اور انگریزی ہی کو سرکاری زبان کے طور پر استعمال کرتے رہنے کا عندیہ دیا گیا تاوقت کہ قومی زبانوں کے سرکاری استعمال کیلئے ضروری اقدامات مکمل کر لئے جائیں اور اس کام کے لئے دس سال کا وقت دیا گیا(۹)۔

1962 کے آئین کے تحت پہلی پٹیشن عدالتِ عالیہ ڈھاکہ کے ڈویژن بینچ کے سامنے ۱۹ر دسمبر ۱۹۶۶ء میں پیش کی گئی جو کہ مسترد ہوئی درخواست گزار شمس الدین احمد ایڈوکیٹ نے ایک فوجداری اپیل دائر کی جو انگریزی کی بجائے بنگالی زبان میں تحریر کی گئی تھی اس کو عدالتِ عالیہ کے رجسٹرار نے اعتراض لگا کر مسترد کر دیا اور پھر رجسٹرار کے اعتراض کو درخواست گزار وکیل نے ڈویژن بینچ میں چیلنج کیا جو وہاں سے بھی خارج ہوئی اور پھر یہی درخواست گزار عدالتِ عظمیٰ میں دادرسی کیلئے پیش ہوا اور کہا کہ آئین کے آرٹیکل 215 میں اردو اور بنگالی کو قومی زبان کا درجہ دیا گیا ہے اور میں نے اپنی قومی زبان میں درخواست تحریر کی تھی جو عدالتِ عالیہ نے خارج کر دی ہے اس سے میرے بنیادی حقوق متاثر ہوئے ہیں لہذا عدالتِ عظمیٰ میری دادرسی کرے۔ عدالتِ عظمیٰ کے تین انتہائی قابل اور لائقِ تکریم جج صاحبان نے اپنے فیصلے میں کہا کہ درخواست گزار کا کوئی حق متاثر نہیں ہوا اور آئین کے آرٹیکل میں واضح طور پر درج کیا گیا ہے کہ جب تک قومی زبانوں کو سرکاری سطح پر نافذ کرنے کے اقدامات مکمل نہیں کر لئے جاتے انگریزی ہی سرکاری زبان کے طور پر رائج رہے گی اور اس فیصلے کیساتھ درخواست گزار کی اپیل خارج کر دی گئی (۱۰)۔ یہ زبان سے متعلق پہلی قانونی چارہ جوئی تھی جو ۱۹۶۲ء کے آئین کے تحت کی گئی۔ آئین اس کے متعلق بالکل واضح تھا کہ دس سال کا عرصہ بھی ابھی نہیں گزرا تھا۔ اس آئینی درخواست سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عوام اپنی قومی زبان کے متعلق کس قدر حساس واقع ہوئے ہیں اور ان کی یہ شدید خواہش رہی ہے کہ آزاد ملک میں رہتے ہوئے ان کی اپنی زبان جس میں وہ مہارت رکھتے ہیں اسی کو سرکاری بول چال اور دفتری امور کی زبان بھی ہونا چاہئے۔ ۱۹۶۲ء کے دستور میں یہی واحد قانونی چارہ جوئی کی گئی اور پھر ۱۹۷۳ء کا آئین نافذ ہو گیا جو بلاشبہ عوامی امنگوں کا ترجمان تھا۔ ملک ایک سانحہ سے گزر چکا تھا ایک بازو کٹ چکا تھا اور اب صرف وفاقِ پاکستان کے زیر اثر چار صوبے تھے اور یہ صوبے لسانی بنیادوں پر استوار ہیں جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے سندھ، پنجاب، بلوچستان اور شمالی مغربی سرحدی صوبہ (خیبر پختون خواہ)۔ ۱۹۷۳ء کے دستور میں اردو ہی کو قومی زبان کا درجہ عطا ہوا اور اس کو سرکاری زبان کے طور پر اختیار کرنے کیلئے انتظامات مکمل کرنے کو پندرہ سال کا وقت دیا گیا۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے آرٹیکل ۲۸ میں زبان رسم الخط اور ثقافت کے تحفظ کی واضح ضمانت مہیا کی گئی:

> ''آرٹیکل ۲۵۱ کے تابع شہریوں کے کسی طبقہ کو جس کی ایک الگ زبان رسم الخط یا ثقافت ہو اسے برقرار رکھنے اور فروغ دینے اور قانون کے تابع، اس غرض کیلئے ادارے قائم کرنے کا حق ہوگا''۔(۱۱)

آئین کے اس بنیادی آرٹیکل کا بغور جائزہ اشد ضروری ہے جس کے تحت قومی زبان کو سرکاری اور دفتری زبان بنانے کی ضمانت دستور مہیا کرتا ہے۔ آرٹیکل ۲۵۱ میں (۱۲):

☆ شق (۱) کے مطابق پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اور یومِ آغاز سے پندرہ برس کے اندر اندر اس کو سرکاری و

دیگر اغراض کیلئے استعمال کرنے کے انتظامات کئے جائیں گے۔

☆ شق (۳) الف کی رُو سے انگریزی زبان اس وقت تک سرکاری اغراض کیلئے استعمال کی جا سکے گی، جب تک کہ اس کے اردو سے تبدیل کرنے کے انتظامات نہ ہو جائیں۔

☆ (۳) قومی زبان کی حیثیت کو متاثر کئے بغیر، کوئی صوبائی اسمبلی قانون کے ذریعہ قومی زبان کے علاوہ کسی صوبائی زبان کی تعلیم، ترقی اور اس کے استعمال کیلئے اقدامات تجویز کر سکے گی۔

اس آرٹیکل میں قومی زبان اردو ہی کو رکھا گیا البتہ سرکاری و دیگر اغراض کیلئے انگریزی ہی کو ذریعہ بنایا گیا ہے اور اس بات کا عندیہ دیا گیا ہے کہ یومِ آغاز سے پندرہ سال کہ اندر انگریزی کو اردو سے بدل دیا جائے اور اس کے لئے انتظامات مکمل کئے جائیں۔ ہر شخص اس بات سے آگاہ ہے کہ برطانیہ سے آزادی کے بعد ہمارے تمام قوانین اور حتیٰ کہ پہلا آئین بھی گورنمنٹ اف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء تھا۔ ان تمام قوانین اور اصول وضوابط کو اردو میں منتقل کیے بغیر اردو کو سرکاری زبان قرار دے دینا ایک مذاق کے سوا کچھ نہ ہوتا پس انتظامات کی تکمیل تک انگریزی ہی کو سرکاری زبان برقرار رکھا۔ آئین نے صوبائی زبانوں کی اہمیت کو ہرگز ختم نہ کیا اور مادری زبان کی اہمیت کا اندازہ کرتے ہوئے صوبائی حکومتوں کو اپنی اپنی بولی کی ترقی اور تعلیم جاری رکھنے اور مناسب اقدامات تجویز کرنے کا اختیار دیا۔ آئین میں دیئے گئے پندرہ سال کی مدت ختم ہونے پر اصولی طور پر تو ۱۹۸۸ء میں اردو کو انگریزی کی جگہ سرکاری زبان کا درجہ مل جانا چاہئے تھا مگر ایسا نہ ہو سکا۔ اس دوران کافی محبِّ وطن لوگوں نے اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دلوانے کیلئے صوبائی ہائیکورٹس اور سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا مگر شنوائی نہ ہو سکی بالآخر ۸ ستمبر ۲۰۱۵ء کو جسٹس جواد ایس خواجہ، جسٹس دوست محمد اور جسٹس قاضی فائز عیسیٰ نے درخواست گزار ایڈووکیٹ کوکب اقبال (دائر کردہ آئینی درخواست نمبر ۲۰۰۳/۵۶) اور سید محمود اختر نقوی (دائر کردہ آئینی درخواست نمبر ۲۰۱۲/۱۱۲) پر تاریخ ساز فیصلہ سناتے ہوئے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو اس بات کا پابند کیا کہ فیصلہ سے تین ماہ کے اندر اردو کو سرکاری زبان کے طور پر رائج کریں۔ یہ فیصلہ ہر لحاظ سے عوامی امنگوں کا ترجمان مانا گیا اور پورے ملک میں اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور سراہا گیا۔ دونوں درخواست گزاران خود عدالتِ عظمیٰ میں پیش ہوئے اور آئین کے آرٹیکل ۲۵۱ کے نفاذ کی استدعا کی جس پر عدالتِ عظمیٰ نے نہ صرف وفاقی حکومت کو احکامات جاری کیے بلکہ صوبائی حکومتوں کو بھی آئین کی پاسداری کی تلقین کی۔

درخواست گزاران نے استدعا کی کہ ریاست جان بوجھ کر دستور کے آرٹیکل ۲۵۱ کے نفاذ سے گریزاں ہے جس پر عدالت نے واضح کیا کہ ملک کی اعلیٰ عدالت بارہا اس جانب حکومت کو توجہ دلاتی رہی ہے اس بابت مقدمہ بعنوان راولپنڈی بار ایسوسی ایشن بنام وفاقِ پاکستان آئینی درخواست نمبر ۲۰۱۰/۱۱۲ اور حامد میر بنام وفاقِ پاکستان (۲۰۱۳ ایس سی ایم آر ۱۹۸۰) خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ عدالت نے اس بات کو تسلیم کیا کہ حکومت آرٹیکل ۲۵۱ کے نفاذ میں غیر سنجیدہ ہے۔ حکومتی غیر سنجیدگی کی وجہ صرف یہی معلوم ہوتی ہے کہ ہر نئی آنے والی حکومت اتنے مسائل کا شکار ہوتی ہے کہ نفاذ اردو کا مسئلہ ان مسائل کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ حکومتیں معاشی، سیاسی، قانونی اور بین الاقوامی تنازعات میں اس قدر الجھ جاتیں ہیں کہ پھر وہ ان مسائل سے نکل کر کسی دوسرے مسئلہ کو حل کرنے میں دلچسپی نہیں لیتیں۔ عام طور پر خیال کیا جاتا

ہے کہ کاروبارِمملکت سے وابستہ لوگوں کا مسئلہ اردو نہیں ہے اور جن لوگوں کا مسئلہ اردو ہے وہ کاروبارِمملکت سے وابستہ نہ ہیں۔عدالتِ عظمیٰ نے آئین کے آرٹیکل ۵اور۲۵۱ کو مدنظر رکھتے ہوئے درخواست گزاران کی اپیل منظور کی اور مندرجہ ذیل احکامات صادر فرمائے:

۱۔ وفاقی اور صوبائی حکومتیں آرٹیکل ۲۵۱ کا فوری اور بلا تاخیر نفاذ یقینی بنائیں۔

۲۔ حکومت کا جاری کردہ مراسلہ ۶ رجولائی ۲۰۱۵ء جس میں حکوت نے خود نفاذِ اردو کے لیے معیاد کا تعین کیا ہے اس کی پابندی کرے۔

۳۔ قومی اور صوبائی حکومتیں رسم الخط میں یکسانیت پر اتفاقِ رائے پیدا کریں۔

۴۔ تین ماہ کے اندر صوبائی اور وفاقی قوانین کا ترجمہ اردو کے اندر کرلیا جائے۔

۵۔ وہ ادارے جو نگرانی اور باہمی ربط قائم رکھنے کے ذمہ دار ہیں بلا تاخیر آرٹیکل ۲۵۱ کا نفاذ یقینی بنائیں اور تمام متعلقہ اداروں میں اس آرٹیکل کو نافذ کریں۔

۶۔ وفاقی سطح پر مقابلہ کے امتحانات میں قومی زبان کے استعمال کی بابت حکومت کی تجویز کردہ سفادشات پر بلا تاخیر عمل کیا جائے۔

۷۔ وہ عدالتی فیصلے جو عوامی مفاد سے تعلق رکھتے ہوں یا آئین کے آرٹیکل (۱۳)۱۸۹ کے تحت اصولِ قانون کی وضاحت کرتے ہوں ایسے فیصلہ جات کو لازماً اردو میں تحریر کرایا جائے۔

۸۔ عدالتی مقدمات میں سرکاری محکمے اپنے جوابات اردو زبان میں پیش کریں تاکہ عوام الناس اپنے حقوق کو بہتر انداز میں نافذ کرا سکیں۔

۹۔ اس فیصلے کے بعد اگر کوئی سرکاری ادارہ یا اہلکار آرٹیکل ۲۵۱ کی خلاف ورزی کرے اور اس خلاف ورزی سے اگر کسی شہری کو نقصان اٹھانا پڑے تو وہ شہری خلاف ورزی کرنے والے ادارے یا اہلکار کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق رکھے گا۔

ان احکامات سے عدالتِ عظمیٰ نے اتمامِ حجت کردیا۔ایک جمہوری ملک میں فیصلے اسی انداز میں ہوا کرتے ہیں۔ریاست کی عدالتی اگر حکامِ بالا کو اپنے فرائض سے غفلت کا مرتکب پائیں تو وہ اس بانت مناسب احکامات صادر فرما کر حکومتوں کو متنبہ کردیا کرتی ہیں۔معزز عدالت نے اپنے فرائض بخوبی انجام دے کر معاملہ وقت کے حکمرانوں پر چھوڑ دیا ہے کہ اب انتظامیہ اپنی آئینی ذمہ داریاں پوری کرے۔اب اگر انتظامیہ اپنی ذمہ داریوں سے غفلت برتتی ہے تو پھر مجبوراً کسی درخواست گزار کی درخواست پر سپریم کورٹ توہینِ عدالت پر فیصلہ صادر فرمائے گی اور ایسا حکم نامہ جمہوری ملک میں خوش آئندہ تصور نہیں ہوتا۔

## قومی زبان بنیادی حقوق کی محافظ:

عدالتِ عظمیٰ نے اپنے فیصلے (۱۴) میں قرار دیا کہ حکومت اس بات کو نہیں سمجھ رہی کہ آرٹیکل ۲۵۱ دستور سے کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ آئین میں درج بنیادی حقوق کا اس آرٹیکل سے گہرا تعلق ہے اور ہم بنیادی حقوق کو جن کی ضمانت

دستور مہیا کرتا ہے آرٹیکل ۲۵۱ کیساتھ مربوط دیکھتے ہیں۔ آئین کے آرٹیکل ۱۴ میں انسانی وقار کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے، آرٹیکل ۲۵ میں مساویانہ سلوک کے حق اور ۲۵-الف میں تعلیم کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے اب ان آرٹیکلز کو قومی زبان کے تناظر میں دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بیان کردہ حقوق آئین کے آرٹیکل ۲۵۱ سے مربوط و ہم آہنگ ہیں۔ کسی بھی شخص کو ایک غیر ملکی زبان سے ناواقفیت کی بنا پر کمتر یا غیر تہذیب یافتہ تصور نہیں کیا جاسکتا۔ جس زبان میں وہ اظہار و بیان کو آسان فہم سمجھے اسی زبان میں اس کو اظہار کے موقع فراہم ہونے چاہئے یہی انسانی شرف و وقار کا تقاضہ ہے۔ ملک میں زبان کی بنیاد پر امتیازی سلوک اور اہم سرکاری عہدوں پر انگریزی بولنے سمجھنے والوں کو ترجیح دینے کا طرز آئین میں درج مساویانہ سلوک کی نفی ہے۔ اسی طرزِ عمل نے اردو بولنے والے اور انگریزی سے نا آشنا لوگوں کے اندر ایک احساسِ محرومی کو جنم دیا ہے اور یہ محرومی اربابِ اقتدار کی خود ساختہ ہے۔ اسی طرح دستور کے آرٹیکل میں درج ۲۵-الف کہتا ہے کہ ''ریاست پانچ سے سولہ سال کی عمر تک کہ ہر بچے کو مزکورہ طریقہ کار کے مطابق جیسا کہ قانون طے کرے گا مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے گی''، اب یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ بچے اپنی زبان میں بہتر تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اور بچوں کو ان کی زبان میں تعلیم دینے سے نہ صرف بچے کو فائدہ زیادہ ہوتا ہے بلکہ معاشرے میں اس کے فوائد زیادہ واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں (۱۵)۔ عدالتِ عظمیٰ نے اپنے فیصلہ میں ان امور کو نہ صرف اجاگر کیا بلکہ حکومتی سست روی پر تشویش کا اظہار بھی کیا۔ شاید یہ عدالتی فیصلہ ہی کا اثر ہے کہ پانچ سال بعد حکومتِ پنجاب نے اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ مارچ ۲۰۲۰ء سے سرکاری سکولوں میں پرائمری تک ذریعہ تعلیم اردو ہوگا اور انگریزی ایک زبان کی حیثیت سے پڑھایا جانے والا مضمون ہوگا (۱۶)۔ سپریم کورٹ نے تحریر کیا کہ:

> ''آرٹیکل ۲۵۱ کا عدم نفاذ پاکستانی شہریوں کی اکثریت کو، جو ایک غیر ملکی زبان سے ناواقف ہے،
> ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرنے کا سبب بن رہا ہے۔'' (۱۷)

اگر ہم آئین کے آرٹیکل ۵ (۱۸) کا مطالعہ کریں تو اس میں واشگاف الفاظ میں لکھا ہے کہ دستور کی پابندی ہر شہری پر لازم ہے اور کوئی بھی فرد جو ریاست کا شہری ہو اپنے اس قومی فریضہ سے سبکدوش نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ دستور خود اسے اس بات کی استثناء مہیا کرتا ہو۔ جب برسرِ اقتدار طبقہ آئین کی پابندی سے صرفِ نظر کرے گا تو عوام سے یہ امید کیسے لگائی جا سکتی ہے کہ وہ آئین و قانون کی پابندی کریں گے۔ عدالتِ عظمیٰ نے اسی بات کو اپنے فیصلے میں بھی لکھا ہے اور حوالہ دیا ہے کہ سابقہ فیصلہ میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ کہیں عوام کی باغیانہ طبیعت اس باعث تو نہیں کہ قانون صرف عام عوام کیلئے ہے اور اربابِ حل وعقد اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے (۱۹)۔

## سماجی تبدیلی اور قانون:

معاشرتی تبدیلی ایک سست عمل ہے اور قانون ہمیشہ معاشرتی تبدیلی کے پیچھے چلتا ہے۔ سماج میں تبدیلی یا تو نظریات سے جنم لیتی ہے یا پھر استحصال کا عمل اس کی تشکیل کرتا ہے۔ تاریخ اس بات کی غماز ہے کہ جن قوموں میں استحصال بڑھا وہاں تبدیلی آئی لوگ اپنے حقوق کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کاخ امرا کے در و دیوار ہلنے لگے۔ پاکستان میں عرصہ دراز سے جو طبقہ منصبِ حکمرانی پر فائز ہے وہ اکثریتی لوگوں کی امنگوں کی ترجمانی سے قاصر ہے۔ دستور دیئے گئے حقوق عام عوام کی دسترس سے باہر ہیں۔ عدالتیں فیصلہ تو کر دیتی ہیں لیکن ان فیصلوں پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ یہ صورت حال میں

عوام کے اندر غم وغصہ کو جنم دیتی ہے اور پھر عوام اپنے حقوق بازورِ بازو حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں یا پھر غلط راستوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ معاشرے کا اجتماعی رویہ جارحانہ ہوتا جاتا ہے اور ملکی نظم وضبط کی حالت تشویشناک صورت اختیار کر جاتی ہے۔ کسی بھی ملک میں یا قوموں کے نظمِ اجتماعی کے اندر قانون کی حکمرانی کا تعلق قانون سازی کی بجائے معاشرتی اقدار پر استوار ہوتا ہے، اور معاشرتی اقدار نسلوں میں مسلسل سینہ بہ سینہ منتقل ہوتیں ہیں۔ پاکستان کے باسی اپنی سماجی، مذہبی اور سیاسی اقدار میں ہمیشہ مقلد رہے ہیں۔ کبھی عرب کے طالع آزما ان کو زیر کرتے رہے تو کبھی ترک ان پر حکمرانی کرتے رہے، کبھی برطانوی سامراج ان کو سرنگوں کرتا رہا تو کبھی مقامی قبیلے اور راج واڑوں نے اس کے ناک میں دم کیے رکھا۔ یہاں کے مقامی باشندے اپنی شناخت کی تلاش میں ہیں۔ یہاں پیدا ہونے والے بچے کی ماں بولی ہوسکتا ہے سرائیکی ہو، اردو قومی زبان ہے، عربی مذہبی زبان جس میں بچہ اپنی مذہبی تعلیم حاصل کرتا ہے(۲۰)، انگلش سرکاری/ دفتری زبان۔ ایک ہزار سال تک ہندوؤں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ایک جیسے رسم ورواج اور ثقافتی مماثلت پائی جاتی ہے۔ ہندی زبان اردو کیساتھ ملتی جلتی زبان ہے اور عام طور پر اردو یا ہندی بولنے سمجھنے والا انسان ہندی بھی اسانی سے بول سمجھ لیتا ہے۔ زبان سماجی روایات کی امین ہوتی ہے ہماری سماجی اقدار زبان کی مرہونِ منت ہیں۔ جتنا معاشرہ خوش حال ہوگا اتنی ہی زبان بھی بلیغ ہوگی۔ زبان قوموں کے عروج وزال کی داستان ہے۔

## تجاویز:

عدالتِ عظمیٰ نے اپنے تفصیلی فیصلہ میں جن سفارشات کو تحریر کیا تھا انھی سفارشات پر اگر خلوصِ نیت سے عمل کر لیا جائے تو نفاذِ اردو کی مشکل منزل کو پایا جاسکتا ہے۔ ذیل میں ان سفارشات کو درج کیا جا رہا ہے۔ یہ سفارشات مقتدرہ قومی زبان (موجودہ ادارہ فروغ قومی زبان) نے ۱۹۸۱ء میں عدالت کے سامنے پیش کیں۔

**الف۔ دفتری اور کاروباری زبان کے طور پر اردو کو اپنانے کیلئے سفارشات:**

۱۔ صدرِ پاکستان ایک آرڈیننس کے ذریعے مرحلہ وار اردو کو دفتری اور کاروباری زبان بنانے کیلئے ایک حکم نامہ جاری کریں۔

۲۔ اردو زبان میں رودادیں، مسودوں کی تیاری اور خلاصہ نویسی کا کام کیا جائے۔

۳۔ ۱۹۸۲ء کے آخر تک اردو زبان میں دفتری کاموں کو انجام دینے کا تقریباً تین چوتھائی کام مکمل ہوجائے گا اور حکومت ٹائپ مشین کی خریداری کیلئے رقم مہیا کرے

۴۔ ۱۹۸۳ء تک کابینہ ڈویژن اپنے تمام خلاصہ جات اردو میں منتقل کرالے گی اور اس کے ساتھ وفاقی سیکریٹریٹ اور ایوانِ صدر اپنے تمام امور اردو زبان میں انجام دیں گے۔

**ب۔ اردو کو بطور ذریعہ تعلیم رائج کرنے کے لئے سفارشات:**

۱۔ ۱۹۸۴ء کے بعد انٹرمیڈیٹ، پیشہ ورانہ ڈپلومہ، بی اے، ایم کام، بی ایڈ اور ایل ایل بی کی تعلیم اردو زبان میں دیں۔

۲۔ ۱۹۸۶ء کے بعد بی ایس سی، ایم ایس سی، بی ای، ایم اے، ایم کام، ایم ایڈ، بی بی اے اور ایل ایل ایم

کے تمام امتحانات اردو زبان میں کرائے جائیں۔

۳۔ ۱۹۸۷ء کے بعد ایم ایس سی اور ایم بی اے کے امتحانات بھی اردو میں منعقد ہوں۔

۴۔ ایک سفارش یہ بھی تھی کہ ہر ڈویژن میں ایک ماڈل اردو سکول قائم کیا جائے گا۔ اردو میں تعلیم دینے اور اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کیلئے ورکشاپس منعقد کرائی جائیں گی۔ تمام پی ایچ ڈی مقالہ جات کا اردو میں ترجمہ کیا جائے گا اور تمام نئے لکھے جانے والے مقالہ جات کا خلاصہ اردو میں تحریر کرنا ضروری قرار دیا جائے اس کے ساتھ ہی انگریزی ذریعہ تعلیم کے سکولوں کی حوصلہ شکنی کی جائے (۲۱)۔

**ج۔ مقابلے کے امتحانات میں اردو کو ذریعۂ تعلیم بنانے کے لئے سفارشات:**

۱۔ مقابلے کے امتحان میں عملی اردو کا ایک پرچہ لازمی ہوگا جس کے کل نمبر ۵۰ ہوں گے۔

۲۔ اردو ادب کا اختیاری پرچہ متعارف کرایا جائے گا جو ۲۰۰ نمبر پر مشتمل ہوں گے۔

۳۔ مقابلے کے امتحانات میں اردو کو فوری طور پر زبان کے طور پر رائج کیا جائے تمام پرچہ جات اور انگریزی میں دیے جائیں۔

یہ سفارشات ۱۹۸۱ء میں مقتدرہ قومی زبان اردو نے ڈپٹی اٹارنی جنرل کے ذریعے عدالت میں جمع کرائی تھیں لیکن ۳۸ سال گزر جانے کے بعد بھی ان سفارشات پر عمل نہیں ہو سکا۔ حکومتیں آتی اور جاتی رہیں افسر شاہی اس قومی فریضہ کی انجام دہی سے یکسر لاتعلق رہی اور بالآخر ۸ر ستمبر ۲۰۱۵ء کو ملک کی سب سے بڑی عدالت نے نفاذِ اردو کے حوالے سے فیصلہ جاری کیا اور حکومت کو اس کی کارکردگی سے بھی آگاہ کیا۔ اس فیصلے کو آئے ہوئے بھی چار سال بیت گئے مگر تا حال اردو کو سرکاری/ دفتری زبان کا درجہ نہیں دیا گیا۔ ابھی بھی حکومتی احکامات انگریزی زبان ہی میں نکالے جا رہے ہیں۔ اور اس پر خاطر خواہ پیش رفت نہ ہوئی ہے۔ عدالت نے فیصلہ میں لکھا کہ ''ان سفارشات کے علاوہ اور بھی کئی کمیٹیاں بنائی گئیں اور وقتاً فوقتاً اپنی سفارشات پیش کرتی رہیں۔ لہٰذا کمی صلاحیت یا استعداد کی نہیں بلکہ آئین کی بقا اور تحفظ اور اسکی پابندی کے عزم اور ارادے کی ہے (۲۲)۔

۶ر جولائی ۲۰۱۵ء کو کابینہ ڈویژن نے کچھ اقدامات کی ہدایت (۲۳) تمام وزارتوں اور ڈویژنوں کو ارسال کی۔ یہ اقدامات ایک مراسلہ کے طور پر سیکرٹری وزیراعظم، سیکرٹری وزارت اطلاعات ونشریات وقومی ورثہ کو بحیثیت لائحہ عمل اپنانے کیلئے ارسال کیا گیا۔ یہ سفارشات اور اقدامات انتہائی اہمیت کی حامل اور حکومتی احکامات کے طور پر ارسال کی گئیں۔ اگر نیک نیتی سے ان قدامات پر عمل کر لیا جائے تو نفاذِ اردو میں کوئی امر مانع نہ ہو۔

وفاق کے زیرِ انتظام کام کرنے والے تمام ادارے (سرکاری و نیم سرکاری) اپنی پالیسیوں، قوانین، فارمز، ویب سائٹس، چھوٹی بڑی سڑکوں کے کناروں پر نصب سنگِ میل، تمام سرکاری تقریبات/ استقبالیوں کی کاروائی مرحلہ وار تین ماہ کے اندر اُردو میں شائع کریں۔ تمام عوامی اہمیت کی جگہوں عدالتوں، تعلیمی اداروں، پارکوں، ہسپتالوں، تھانوں اور بینکوں میں عوامی رہنمائی کیلئے انگریزی کے ساتھ اردو میں بھی بورڈ آویزاں کیئے جائیں۔ محکمہ انکم ٹیکس، پاسپورٹ آفس، اے جی پی آر، آڈیٹر جنرل اف پاکستان، واپڈا، سوئی گیس، الیکشن کمیشن اف پاکستان، ڈرائیونگ لائسنس اور یوٹیلٹی بلوں

سمیت تمام دستاویزات تین ماہ میں اردو میں مہیا کی جائیں اور پاسپورٹ کے تمام اندراجات انگریزی کیساتھ اردو میں بھی منتقل کیے جائیں۔ صدرِ پاکستان، وزیرِاعظم اور تمام وفاقی سرکاری نمائندے اور افسر اندرون اور بیرونِ ملک اردو میں تقریر کریں اور اس کا بھی مرحلہ وار تین ماہ کے اندر آغاز کر دیا جائے۔ ادارہ فروغِ قومی زبان کو اردو کے نفاذ اور ترویج میں مرکزی حیثیت دی جائے تاکہ اس قومی مفاد کے کام کی تکمیل کی راہ میں حائل مشکلات کو جلد از جلد دور کیا جا سکے (۲۴)۔

## حاصلِ کلام:

جب آئین کہتا ہے کہ سرکاری/ دفتری زبان اردو ہوگی اور اس کے لئے ایک وقت بھی مقرر کر دیا گیا تھا تو پھر ایک عام شہری یہ سوال پوچھتا ہے کہ اب تک کیوں اردو کا نفاذ نہیں ہو سکا ہے؟ کیا پاکستان پر اب بھی گوروں (۲۵) کی حکومت ہے جو شہری عدالتوں میں نفاذ اردو کی درخواستیں دائر کرتے پھر رہے ہیں؟ اردو آج کے جدید دور میں جہاں سائنس اور صنعت وحرفت کی زبان انگلش ہے اور بدلتے ہوئے تقاضوں سے ہم آہنگ بھی ہے کیا اردو آج کے دور میں انگریزی کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ اگر اردو کو رائج نہ کیا گیا تو اردو ایک جامد زبان کیطرح بہت پیچھے رہ جائے گی اور اس کے ترقی کے اگر کوئی امکانات ہیں بھی تو وہ بالکل معدوم ہو جائیں گے۔ ہمارے ملک کی افسر شاہی نفاذ اردو کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے (۲۶)۔ وقت کی قید، انسانی اور مالی سرمایہ اور تراجم کیلئے ماہر لوگوں کا فقدان بھی نفاذِ اردو کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ اگر اشرافیہ جو کہ کل آبادی کا دو فیصد سے بھی کم ہے پورے ملک کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کی مجاز ہے تو عوام کے باشعور ہونے تک انتظار کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ عدالتیں مبنی برانصاف فیصلے تو صادر فرما دیتی ہیں لیکن ان فیصلوں پر عملدرآمد کا آختیار پھر ان اشرافیہ کے پاس ہے۔ عدالتِ عظمیٰ نے ایک تاریخ ساز فیصلہ کرتے ہوئے تمام متعلقہ اداروں اور وفاقی و صوبائی حکومتوں کو یہ حکم دے دیا ہے کہ وہ بغیر کسی لیت ولعل کے اپنے آئینی فریضہ سرانجام دیں۔ یاد رہے معاشروں میں قانون کی حکمرانی قانون سازی یا سخت عدالتی فیصلوں سے قائم نہیں کی جا سکتی بلکہ قانون کی حکمرانی کا تعلق اس معاشرے کی سماجی اقدار کیساتھ ہوتا ہے۔

## حوالہ جات


۱۔ صفدر محمود، آئینِ پاکستان ۱۹۷۳ء، (لاہور: جہانگیر بکس، ۲۰۰۶ء)، ص ۶۱

۲۔ آئینِ پاکستان ۱۹۷۳ء، آرٹیکل ۲۵۱

۳،۴۔ خواجہ رضی حیدر، اردو بحیثیت قومی زبان اور قائدِ اعظم، مشمولہ: روزنامہ جسارت (۱۶؍ستمبر ۲۰۱۸ء)

۵۔ بہ حیثیت گورنر جنرل آف پاکستان (۱۹۴۷ء۔۱۹۴۸ء) قائدِ اعظم محمد علی جناح کی تقریریں، (کراچی: فیروز سنز لمیٹڈ، س۔ن)، ص ۸۳

۶۔ فرمان فتح پوری، ہندی اردو تنازع (ہندو مسلم سیاست کی روشنی میں)، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۷ء)

۷۔ آئینِ پاکستان ۱۹۷۳ء، ص ۶۱

۸۔ آئینِ پاکستان ۱۹۵۶ء، آرٹیکل ۲۱۴

۹۔ آئینِ پاکستان ۱۹۶۲ء، آرٹیکل ۲۱۵

۱۰۔ پی ایل ڈی ۱۹۶۷ء، سپریم کورٹ ۵۰۱

۱۱۔ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء، آرٹیکل ۲۸

۱۲۔ ایضاً، آرٹیکل ۲۵۱

۱۳۔ عدالتِ عظمیٰ کے فیصلے دوسری عدالتوں کیلئے واجب التعمیل ہیں

۱۴۔ اسلام آباد۔ محمد کوکب اقبال بنام حکومتِ پاکستان بذریعہ سیکریٹری کیبنٹ ڈویژن PLD 2015 SC 1210

۱۵۔ تعلیم سب کیلئے عالمی نگرانی رپورٹ:
https://unesdoc.unesco.org/ark:/48223/pf0000232205

۱۶۔ روزنامہ دی نیشن، ۲۷؍جولائی ۲۰۱۹ء
https://nation.com.pk/27-Jul-2019/punjab-to-tak
e-up-urdu-as-medium-of-instruction-at-primary-level-cm

۱۷۔ سندھ ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن بنام وفاقِ پاکستان، مندرجہ PLD 2009 SC 8761242

۱۸۔ ''دستور اور قانون کی اطاعت ہر شہری خواہ وہ کہیں بھی ہو اور ہر اس شخص کی جو فی الوقت پاکستان میں ہو واجب التعمیل ذمہ داری ہے" آرٹیکل 5(ب)

۱۹۔ سندھ ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن بنام وفاقِ پاکستان، مندرجہ PLD 2009 SC 8761242

۲۰۔ نماز قرآن پڑھنا اور مذہبی فرائض و مناجات

۲۱۔ یاد رہے کہ یہ ضیاالحق کے مارشل لاء کا زمانہ تھا اور اس دور میں بہت سی ایسی سفارشات پیش کی جاتیں تھیں جو اسلام اور قانون سے میل نہ کھاتی تھیں۔

۲۲۔ اسلام آباد۔ محمد کوکب اقبال بنام حکومتِ پاکستان بذریعہ سیکریٹری کیبنٹ ڈویژن، PLD 2015 SC 1210

۲۳۔ مورخہ ۶/جولائی ۲۰۱۵ء (ڈاکٹر ارم انجم خان جوائنٹ سیکرٹری کابینہ) 1/Prog/2015 مراسلہ نمبر

۲۴۔ اسلام آباد۔ محمد کوکب اقبال بنام حکومتِ پاکستان بذریعہ سیکریٹری کیبنٹ ڈویژن، PLD 2015 SC 1210

۲۵۔ برطانوی شہری، انگریزوں کی

26. Maria Isabel Maldonado Garcia "Debate on urdu as the official language of Pakistan: English versus Urdu"(Almas Vol:18, 2016) Page. XLVI